تو ہے زنّاریِ بُت خانۂ ایام ابھی

ذوق، افزوں کنِ قابوئے کم و کیفِ حیات
تگ و دو، قوتِ بازوئے کم و کیفِ حیات

تو بھی دکھلا نہ تگاپوئے کم و کیفِ حیات
سعیِ پیہم ہے ترازوئے کم و کیفِ حیات

تیری منزل ہی شمارِ سحر و شام ابھی

منتشر کرتی ہوئی چاروں طرف کیفِ شمیم
گوشے گوشے کو بناتی ہوئی گلزارِ نعیم

لئے پیغام ہر اک موجِ تنفس میں شمیم
خبر اقبال کی لائی ہے گلستان میں نسیم

تو گرفتار پھڑکتا ہے تہِ دام ابھی

"شیطان اور انسان"

"تسلیم جسے سب کرتے تھے اے دوست وہ اب برہان کہاں؟"

از خطیبۂ ہند۔ سیدہ اختر

اخلاق نہیں، اخلاص نہیں، ماضی کی وہ دلکش شان کہاں
اس عہد میں ہیں انسان بہت اس عہد میں با انساں کہاں؟

تسلیم کہ تیرے قبضہ میں اسلام بھی ہے قرآن بھی ہے!
اے شیخ مگر پہلے یہ بتا... اسلام کہاں؟ قرآن کہاں؟

تو بر سرِ منبر آتا ہے تقریر کی قیمت پاتا ہے!
اس عہدِ ضلالت میں واعظ محفوظ کوئی ایمان کہاں؟

شیطان کو تہمت دینے والو... تم کو مگر معلوم نہیں!
شیطان خود اپنا انساں ہے انساں کے لئے شیطان کہاں؟

یہ دردِ وطن کی خدمت کا خود اپنے لئے درماں بھی ہے!
لیکن تجھے اتنا دھیان کہاں لیکن تجھے یہ پہچان کہاں؟

اپنوں کا نہیں ہے ذکر... رہے اغیار بھی جس کے گرویدہ
تسلیم جسے سب کرتے تھے اے دوست وہ اب برہان کہاں؟

دہقاں کو میسر رزق نہیں، مزدور کی بھی آلودہ جبیں!
مرنے کے تو ہیں امکان بہت جینے کا مگر امکان کہاں؟

خوشنودیٔ اہلِ زر کے لئے ناحق کو ہمہ حق کہہ دینا
دنیا کے لئے ہو سہل مگر... اختر کے لئے آسان کہاں؟